# علامہ ابن صلاح کی تصنیف "رسالة في وصل البلاغات الأربعة في الموطأ" کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

# *A critical analysis of the Allama Ibn Salah's book "Al-Resala fii wasli al-ballaghat al-arbia fi Muwatta's Maliks"*

ڈاکٹر احمد سعید جان[i] محمد عالم[ii]

***Abstract***

*There is no doubt that the history of Islam is rich in prominent religious scholars, who spent their lives in serving the Islam. One of these great scholars is Abu Amr Uthman Ibn Salah al-Din (died 577 AH), who is commonly known as Ibn Salah.*

*According to Ibn-Khallakan, Ibn-Salah is one of the exemplary scholars of Quranic exegesis (explainations) and Hadith. He was specialist and the author of the seminal introduction to the science of Hadith. He worked on Prophet Hadith and wrote many books and epistles (few papers work in a special field) in this field. One of these epistles is "Al-Resala fii wasli al-ballaghat al-arbia fi Muwatta's Maliks" in which he provided complete chains for the four hadiths which Allama Ibn Abdul Bar doesn't prove as Muttasil. Why does Ibn Salah do such work? Because he wanted to prove that Muwatta is equal to sahi Al-Bukhari in authenticity.*

*In this paper we present investigatory and critical study of this work in light of competent scholars' opinions to prove that whether Ibn Salah is true in lawsuit or not?*

***Keywords:*** *Science of Hadith, Malik's Muwatta, Epistle, lawsuit*

علامہ حافظ ابن صلاحؒ علم حدیث میں ایک اعلیٰ مقام کے حامل ہیں، اور اپنی عمر کا زیادہ حصہ علم حدیث کے حصول اور اشاعت میں صرف کیا ہے، اس لئے آپ نے اس فن میں چھوٹی بڑی مختلف تصانیف کی ہیں، ان میں سے ایک "رسالہ فی وصل البلاغات الأربعة فی الموطأ " بھی ہے، جس پر ہم انہی صفحات میں ان شاءاللہ سیر حاصل بحث کریں گے۔

جیسا کہ یہ بات علماء حدیث کے نزدیک مسلم ہے کہ موطأ کے اندر مراسیل[1] اور بلاغات موجود ہیں۔اسلئے حافظ ابن صلاح نے اپنے اس رسالہ میں موطأ کے ان مشہور چار روایات کا اتصال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جن کے بارے میں علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ اس کا اتصال کسی طریقے سے بھی ثابت نہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے اس مقالے میں تمہیدی باتوں کے بعد ان روایات کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ قارئین کے سامنے پیش کیا تاکہ یہ بات سامنے آجائے کہ کیا واقعی موطأ امام مالکؒ کے اندر جو روایات ہیں وہ سب صحیح ہیں؟ اور کیا صحیح بخاری اور موطأ دونوں درجہ میں برابر ہیں یا نہیں؟

اصل موضوع کی طرف آنے سے پہلے بطور تمہید کتاب کی رویات سے متعلق کچھ کلمات پیش خدمت ہیں،

---

i لیکچرر شعبہ عربی، جامعہ پشاور

ii پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

تاکہ قارئین کو اس بارے میں معلومات حاصل ہو جائے۔

## مؤطا کی روایات اور احادیث کی تعداد

مؤطا کے نسخوں کی تعداد تقریبا ۲۰ اور بعض نے ۳۰ ذکر کی ہیں[2]۔ امام عبد العزیز الدہلوی نے بستان المحدثین میں ۱۶ کا تذکرہ تفصیلا کیا ہے[3]۔ مؤطا کے نسخ اور روایات آپس میں مختلف ہیں۔ کیونکہ امام مالک سے روایت کرنے کے زمانے مختلف ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ امام مالک ہمیشہ اپنی مؤطا پر عمیق نظر ڈالتے تھے۔ اس لیے اس میں کمی بیشی واقع ہوئی ہے۔ مختصر ا روایات موطا کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- وہ احادیث جو کہ متصل سند کے ساتھ روایت کی گئی ہیں۔

2- وہ احادیث جو کہ مرسلا روایت کی گئی ہیں۔

3- وہ احادیث جو کہ سقوط راوی سے روایت کی گئی ہیں۔

4- وہ جو بلاغات (بلفظ بلغنی) روایت کی گئی ہیں۔

موطائے کے ان روایات کو دیکھ کر محدثین نے احادیث کی تعداد میں کئی رائے قائم کئے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

1. علامہ دہلویؒ نے مقدمہ المصفی علی الموطا میں لکھا ہے کہ امام مالک نے اپنی موطا میں دس ہزار احادیث جمع کیں، پھر وہ ہر روز اس پر نظر ڈالتے یہاں تک کہ یہ تعداد پانچ سو باقی رہ گئی[4]۔

2. علامہ ابو بکر الابہریؒ فرماتے ہیں مؤطا میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ اور تابعین سے جتنے آثار نقل کیے گیے ہیں وہ ایک ہزار سات سو بیس (۱۷۲۰) ہیں۔ ان میں مسند (۶۰۰)، مرسل (۲۲۲)، موقوف (۶۱۲) اور تابعین کے اقوال ۲۸۵ ہیں[5]۔

3. ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مؤطا میں احادیث کی تعداد معلوم کرنا چاہی تو میں نے پانچ سو اور (نیف) کچھ سند پائیں اور تین سو ور کچھ مرسل اور اس میں (۱۸۰) اور کچھ احادیث ایسی کہ امام مالک نے اس پر خود عمل نہیں کیا[6]۔

4. عتیق بن یعقوب الزہري نے بھی فرمایا ہے کہ امام مالک نے اپنی کتاب موطا میں ۱۰ ہزار احادیث لائے ہیں اور وہ روز اس پر عمیق نظر ڈالتے تھے جس کی وجہ سے موجودہ تعداد میں احادیث باقی رہ گئیں[7]۔

## بلاغات کا مفہوم

بلاغات کی اصطلاح علماء محدثین کے درمیان ایک مشہور اصطلاح ہے۔ جسکا مفہوم کچھ یوں ہے کہ راوی حدیث یہ کہے کہ " بلغني عن فلان" کہ یہ حدیث مجھے فلان سے پہنچی ہے[8]۔ چونکہ اس حدیث کے نقل میں راوی کا واسطہ غیر مذکور ہوتا ہے اسلیے اسے بلاغ روایت کہا جاتا ہے۔ اکثر اس لفظ کو امام مالک نے اپنے موطا میں استعمال کیا ہے جیسے "عن مالك أنه بلغه" "امام مالک روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو پہنچا ہے" اور اس لیے موطائے کے بعض روایات بھی "بلاغات" سے مشہور ہوئے ہیں۔

**موٴطا کے بلاغات کی تعداد**

موٴطا میں امام مالک نے جو بلاغات ذکر کیے ہیں وہ کل اکسٹھ (٦١) ہیں، ستاون (٥٧) کو علامہ ابن عبد البر نے موصول شمار کیا ہے جبکہ چار کو غیر موصول کہا ہے۔ بلاغات پر لوگوں نے اپنی اپنی تحقیقات پیش کی ہیں، چنانچہ اس سلسلے میں مستقل تصنیفات میں سے چند درج ذیل ہیں؛

اس پر سب سے پہلے علامہ ابن عبد البر نے " التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد "میں قلم اٹھایا۔ پھر اس کے بعد عمرو بن الصلاح نے ایک مستقل رسالہ "رسالة فى وصل البلاغات الأربعة فى الموطأ" تالیف کی اور ان چار روایات کو بھی موصولا ثابت کیا، جو ابن عبد البر سے رہ گئی تھیں۔ پھر اس کے بعد علامہ أحمد بن محمد بن الصديق الغماری نے ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام "البيان والتفصيل لوصل ما في الموطأ من البلاغات والمراسيل" رکھا۔ اس کے بعد ابن مرزوق المعروف بالخطیب نے ان چار احادیث کے اسناد پر ایک جزء تالیف کی[9]۔ اس کے بعد علامہ شنقیطی نے بھی اس بارے اپنی کتاب "اضاءة الحالک من الفاظ دليل السالک" میں چند ابحاث پیش کیے ہیں۔

ان سب نے ایسا اس لیے کیا تاکہ موٴطا مالک کو صحیحین کے درجے کے مساوی قرار دے دیں۔ اسی وجہ سے ابن عبد البر، امام سیوطی، ملغلطائی اور ابن لیون نے موٴطا کو صحیح کہا ہے، اور بعض نے اس میں توقف کیا ہے۔ انہوں نے امام مالک کے مراسیل اور بلاغات کو حذف کیا، جیسے محدث الدہلوی نے اپنی شرح المسوی علی الموٴطا میں کیا ہے۔

**وصل البلاغات الأربعة فى الموطأ**

وہ چار بلاغات روایات جو کہ ابن عبد البر نے متصلا ذکر نہیں کیے، لیکن حافظ عمرو بن الصلاح نے اپنے رسالہ میں متصلا ذکر کیے، جن کو ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ ابن صلاح نے یہ سب اس لیئے کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک صحیح بخاری اور موطا دونوں درجہ میں برابر ہیں، چنانچہ موصوف کا بیان ہے:

" بعض علماء نے یہ توہم کیا ہے کہ حافظ ابن عبد البر کے قول کے مطابق موطأ صحیح نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے "[10]

وہ چار روایات درج ذیل ہیں۔

أ- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنِّي لَأَنْسَى أوأُنَسَّى لِأَسُنَّ"

" امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں[11]۔"

امام ابن عبد البر نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے: مجھے معلوم نہیں کہ یہ حدیث اس کے علاوہ کسی اور جگہ مسند یا مقطوع روایت کی گئی ہے[12]۔ جب کہ ابن الصلاح نے اس روایت کو ابی داوود کے طریق سے ابن مسعود سے مرفوع روایت کیا ہے[13]۔

**شواہد:** اس حدیث کے لیے دوسرے شواہد موجود ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں؛

"وَمَعْنَاهُ صَحِيح فِي الْأُصُول[14]"

"اور اس حدیث کا معنی اصول میں صحیح ہے۔"

علامہ زرقانی نے شرح موطا میں اس حدیث کے شرح میں لکھا ہے:

"وَقَدْ قَالَ سُفْيَانُ: إِذَا قَالَ مَالِكٌ بَلَغَنِي فَهُوَ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ[15]"

"سفیان بن عیینہ نے صراحت کی ہے کہ امام مالک جب "بلغنی" کہے پس وہ صحیح سند ہوگا"[16]

ب- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: "إِذَا أَنْشَأَتْ بَحْرِيَّةً ثُمَّ تَشَاءَمَتْ، فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ"

"امام مالک کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ جب اُٹھے ابر سمندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے لگے تو جانو کہ ایک چشمہ ہے بھرپور"[17]

امام ابن عبد البر نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے:

"یہ حدیث کسی بھی وجہ سے مجھے معلوم نہیں ہے[18]۔"

اس حدیث کو ابن الصلاح نے ابن ابی دنیا کے طریقے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لفظا مرفوع روایت کیا ہے[19]۔

**شواہد:** ان روایات کے لیے شواہد موجود ہیں جیسے: علامہ حبیب اللہ الشنقیطی نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس کے لیے شاہد امام شافعیؒ کا یہ قول جو اس نے اپنے کتاب الام میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے:

"قَالَ الشَّافِعِيُّ. قَالَ أَخْبَرَنَا مَنْ لَا أَتَّهِمُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «إِذَا أُنْشِئَتْ بَحْرِيَّةٌ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ شَامِيَّةً فَهُوَ أَمْطَرُ لَهَا[20]"

"امام شافعی نے فرمایا کہ اس نے ہمیں خبر دی جو کہ ثقہ راوی ہے کہ ہمیں اسحاق بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب اُٹھے ابر سمندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے لگے تو زیادہ بارش برسانے والی ہے۔"

ت- عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ. أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوا مِنَ الْعَمَلِ، مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُولِ الْعُمْرِ، فَأَعْطَاهُ اللَّهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ[21]"

"امام مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے سُنا اہل علم میں سے ایک معتمد شخص سے چنانچہ ان کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو اگلے لوگوں کی عمریں بتائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور خیال کیا کہ یہ لوگ اُن کے برابر عمل نہ کر سکیں گے پس دی آپ کو اللہ تعالی نے شب قدر جو بہتر ہے ہزار مہینے سے۔"

امام ابن عبد البر نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے:

"مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ حدیث کسی بھی وجہ سے مسند روایت کی گئی ہے[22]۔"

اس حدیث کو ابن صلاح نے ابن عباس سے لفظا مرفوع روایت کیا ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا ضعیف السند اور غریب المتن ہے[23]۔

**شواہد:** اس حدیث کے لیے دوسرے روایات سے شواہد موجود ہیں۔ جیسے ابن اَبی حاتم نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآن

العظیم" میں ذکر کیا ہے:

"أخرج من طَرِيق عَليّ بن عُرْوَة قَالَ: ذكر رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَوْمًا أَرْبَعَة من بني إِسْرَائِيل، عبدُوا الله ثَمَانِينَ عَاما ولم يعصوه طرفَة عين، فَعجب الصَّحَابَة من ذَلِك، فَأَتَاهُ جِبْرِيل فَقَالَ: قد أنزل الله عَلَيْك خيرا من ذَلِك لَيْلَة الْقدر خير من ألف شهر هَذَا أفضل من ذَاك، فسر بذلك وَالنَّاس مَعَه [24]"

"علی بن عروہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا کہ اسی ۸۰ برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی تو اس پر رسول اللہ ﷺ اور جو صحابہ ان کے ساتھ تھے خوش ہوئے۔"

امام سیوطی نے تنویر الحوالک میں فرمایا ہے:

"أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ذكر رجلا من بني إِسْرَائِيل كَانَ يقوم اللَّيْل حَتَّى يصبح، ثمَّ يُجَاهد الْعَدو بِالنَّهَارِ حَتَّى يُمْسِي، فعل ذَلِك ألف شهر فَعجب الْمُسلمُونَ من ذَلِك فَأنْزل الله هَذِه [25]"

"نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا، کہ وہ رات کو صبح تک اللہ کے عبادت میں مشغول رہتے پھر دن کو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا ہزار مہینے تک اس طرح کیا، صحابہ کو اس پر رشک آیا تو اللہ جل جلالہٗ نے اتنا زیادہ ثواب کو پانے کے لئے شب قدر کی رات کو عطا فرمایا۔"

ث- **عَنْ مَالِكٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ:"آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ [26] أَنْ قَالَ: أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ"**

"معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آخری وصّیت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کی جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا فرمانے لگا کہ اے معاذ لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آو [27]۔"

امام ابن عبد البر نے اس حدیث کے بعد لکھا ہے:

"یہ حدیث منقطع ہے اور مسندا موجود نہیں ہے [28]۔"

اس حدیث کو ابن صلاح نے معاذ سے نقل کیا ہے پھر فرمایا اس روایت کی متابعت دوسری روایت سے موجود ہے [29]۔

**شواہد:** اس حدیث کے لیے دوسری روایات سے شواہد موجود ہیں۔ جیسے سنن الترمذی میں ہے:

"عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اتَّقِ اللهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ [30]"

"حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا" اللہ سے ڈرو تم جہاں کہیں بھی ہو، اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیک کام ضرور کرو تاکہ نیکی اس برائی کو مٹادے، اور لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کا معاملہ کرو۔"

تو یہ چار روایات ہیں جن کو ابن صلاح نے موصولا پیش کیا ہے۔ اب ہم ان روایات کو محدثین کے اقوال کے تناظر میں دیکھتے

ہیں کہ ابن صلاح اپنے اس دعوی میں مصیب ہیں یا نہیں؟

اس رسالہ کے روایات کے بارے میں علامہ عبدالفتاح أبو غدۃ کہتے ہیں:

"بہت سے لوگ "علماء" یہ اعتماد کر بھیٹے ہیں کہ وہ سب بلاغات جو کہ امام مالک نے روایت کیئے ہیں۔سب صحیح ہیں اور یہ اعتماد صرف سماع پر موقوف ہے کیونکہ انھوں نے سنا ہے کہ حافظ ابن صلاح نے ان کو موصولا نقل کیا ہے اور اپنے اس اعتماد پر یہ خیال بھی کر بیٹھے ہیں کہ موطأ کے سب احادیث بمع مرسلات اور بلاغات کے صحیح ہیں اور اس کے اندر کوئی ضعیف روایت نہیں ہے جسکی وجہ سے اس کی طرف ضعف کی نسبت کی جائے[31]۔"

پھر آگے ذکر کرتے ہیں:

"لیکن قریب الی الصواب قول وہ ہے جسکو علامہ الفلانی نے فرمایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ابن صلاح نے ان احادیث کا وصل کیا ہے لیکن اہل علم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطلق اس کے اتصال پر بات کریں جب تک ان کے اسانید نہ پائے گئے اور اس کے بارے میں تلاش اور جستجو کیا جائے یہاں تک کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کیا یہ متصل ہیں یا غیر متصل اور صحیح ہیں یا غیر صحیح؟[32]"

جس نے موطأ کے صحیح ہونے پر قول کیا ہے ان میں حافظ ابن عبد البر، حافظ ابن صلاح، امام سیوطی اور علامہ شنقیطی پیش پیش ہیں۔حافظ ابن عبد البر نے سب روایات موطأ کا وصل مانا صرف چار روایات ایسے ہیں کہ ان کو موصول نہیں مانتے۔حافظ ابن صلاح نے بلاغات کے وصل میں مستقل رسالہ تالیف کیا ہے۔اور پھر امام سیوطی نے تنویر الحوالک میں ان بلاغات کے شواہد بھی پیش کئے ہیں۔اور دونوں کے ہاں موطأ صحیح ہے۔ان سب نے ایسا اس لئے کیا تاکہ موطأ کو صحت میں صحیح بخاری کی طرح صحیح شمار کیا جانے لگے ۔پھر اس کے بعد شیخ شنقیطی نے بھی ان دونوں کی تائید میں اپنی رائے ظاہر کی ہے جیسا کہ اپنی کتاب "اضاءۃ الحالک من الفاظ دلیل السالک" میں رقمطراز ہیں:

"موطأ کی صحت پر یہ بات دلالت کرتا ہے کہ یہ چار احادیث جس کو ابن صلاح نے متصل مانا ہے فی نفس الأمر صحیح ہیں اگرچہ متاخرین کے نزدیک ان کا اتصال سند مشہور سے نہیں ہوا لیکن یہ ان کا اپنا علمی قصور ہے اور پھر اگر ہم سفیان بن عینہ کے قول کو سامنے رکھے تو پھر تو یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک یہ کہے کہ بلغنی یعنی یہ مجھے پہنچا ہے تو یہ صحیح کے اقسام میں سے ہوگا (یعنی یہ روایت قوی ہوگی)[33]۔"

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ ابن عبد البر نے ان سب بلاغات کا وصل کیا ہے اور اس پر صحیح کا قول بھی کیا ہے۔ سوائے ان چار کے کہ جس کا وصل بعد میں ابن صلاح نے کیا۔لیکن ہم اس کے بارے میں مختصرا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان چار روایات کو بھی اُن پر قیاس کیا جاسکتا ہے[34]۔

واضح رہے کہ مذکورہ بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض محدثین موطأ کے صحیح ہونے کا قول کرتے ہیں اور ان کا یہ مؤقف اس بات پر مبنی ہے کہ موطأ بھی صحیح ہے جسطرح کے صحیح البخاری صحیح ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں لیکن اس

بارے میں قدرے تحقیق کی ضرورت ہے۔ کہ کیا ان کا موقف صحیح ہے یا نہیں؟ سو اس بارے میں علامہ عبد الفتاح ابو غدۃ نے عدل سے کام لیا ہے چنانچہ فرمایا ہے:

"اگر ہم یہ فرض کریں کہ موطأ کے یہ چار بلاغات صحیح ہیں لیکن پھر بھی موطأ صحیح بخاری کے درجہ میں نہیں ہے۔ کیونکہ:

1. یہ احادیث معنوی طور پر دوسرے روایات میں وارد ہوئے ہیں، مطلق انہی الفاظ سے وارد نہیں ہوئے ہیں، بخلاف صحیح بخاری کے کہ اُن کی روایات لفظا اور معنا دونوں وجہ سے وارد ہیں۔
2. صحیح بخاری فی ذاتہ صحیح ہے، یہ حاجت نہیں کہ کوئی ان کے احادیث کا وصل کریں۔ بخلاف موطأ کے کہ وہ محتاج ہے کہ اس کی احادیث کو متصل کیا جائے۔
3. موطا میں بعض احادیث مسند ہیں لیکن صحت کے درجہ تک نہیں پہنچے اور دوسری طرف بخاری نے صحت کا بہت خیال رکھا ہے

لہٰذا ان چند امور کو سامنے رکھتے ہوئے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس طرح ان حضرات نے موطا کو صحیح بخاری کے برابر کر دیا ہے۔

**خلاصۃ البحث:**

آخر میں بطور خلاصہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام مالک ایک عظیم شخصیت ہیں اور قرون مشہود لھم بالخیر کے علماء میں سے ہیں اس لئے ان کی عظمت شان کو دیکھ کر اور قدم فی الحدیث کو دیکھ کر ہم یہ کہیں گے کہ "الفضل للمتقدم" اور کیوں نہ ہو گا حالانکہ ان کی کتاب حدیث کے دوسرے آئمہ خواہ امام بخاری کیوں ہی نہ ہو کیلئے بطور نمونہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو مرسلات اور بلاغات اُنھوں نے نقل کیئے ہیں تو ان کو بھی شرف کی نگاہ سے دیکھیں گے چنانچہ عبد اللہ بن مبارک کا مشہور قول ہے: "الاسناد عندي من الدين لولا الإسناد لقال من شاء ما شاء[35]" تو امام مالک کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ گھڑ دے اور اسکو حدیث کہے اور پھر روایت کریں ہاں اگر بحث وتمحیص کے بعد کوئی کہے کہ ضعف کے اقسام میں سے ہیں جیسے کہ بعض کا خیال ہے پھر یہ طعن نہیں ہے بلکہ یہ صناعت حدیث اور ان کے قواعد کا حصہ ہے۔ علامہ ابن صلاح نے اگر ان روایات کو متصل کرنے کی کوشش کی ہیں تو یہ ان کی حسن ظن پر دلالت کرتی ہے اس لئے ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان آئمہ حدیث کی شان میں کوئی ایسے بات منہ سے نکالے جو ان کے شان کو عیب دار کریں۔

**حواشی وحوالہ جات**

1 وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔ (خیر الاصول فی حدیث الرسول: ۹)
2 ترتیب المدارک ۲: ۸۹
3 بستان المحدثین: ۳۳
4 مقدمہ المصفی علی الموطا ص: ۲۵
5 اضاءۃ الحالک من الفاظ دلیل السالک: ۶۳
6 احسن الخبر فی مبادی علم الاثر: ۱۵۱
7 ترتیب المدارک ۲: ۷۳

8 المحاسن للبرقی ۲: ۴۶۵

9 اضاءہ الحالک من الفاظ دلیل السالک: ۶۵

10 فہرس الفہارس: ۵۲۳

11 موطاامام مالک، باب العمل فی السہو: ۸۸

12 التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ۲۴: ۳۷۵

13 وصل البلاغات: 11

14 تنویر الحوالک شرح موطامالک ۱: ۹۲

15 شرح الزرقانی علی الموطا ۱: ۳۶۷

16 مباحث فی علم الحدیث: 1

17 موطاامام مالک، باب الاستمطار فی النجوم: ۶۵۱

18 التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ۲۴: ۳۷۷

19 وصل البلاغات: ۸

20 امام شافعی، أبو عبداللہ محمد بن ادریس، الأم ۱: ۲۹۱، دار المعرفہ بیروت، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

21 موطاامام مالک، باب ماجاء فی لیلہ القدر: ۲۲۸

22 التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ۲۴: ۳۷۳

23 وصل البلاغات: ۱۰

24 أبی حاتم، أبو محمد عبدالرحمان، تفسیر القرآن العظیم ۱۰: ۳۴۵۲، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ، سعودی عرب، ۱۴۱۹ھ

25 تنویر الحوالک شرح موطامالک ۱: ۲۳۶

26 بِفَتْحِ الْغَينِ الْمُعْجَمَة، وَسُكُونِ الرَّاءِ، ثُمَّ زَاى مَنْقُوطَة، اى: الرِّكَابِ (شرح الزرقانی علی الموطا ۴: ۴۶۶) وقیل" الغرز " للناقه مثل الركاب للْفرس (مشکلات موطامالک بن انس: ۱۷۹)

27 موطاامام مالک، باب ماجاء فی حسن الخلق: ۶۲۹

28 التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ۲۴: ۳۰۰

29 وصل البلاغات: ۱۱

30 سنن الترمذی، أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، حدیث (۱۹۸۷) شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۳۹۵ھ

31 رسالہ فی وصل البلاغات الاربعہ فی الموطا: ۱

32 ایضا

33 مباحث فی علم الحدیث: ۱

34 اضاءہ الحالک من الفاظ دلیل السالک: ۶۵

35 سنن الترمذی ۶: ۲۳۵